نحمدہ ونصلی ونسلم علی خاتم النبیین بسم اللہ الرحمن الرحیم





الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نکاح کا بیان

☆نکاح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اِس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع (صحبت) وغیرہ حلال ہو جائے۔(بہار شریعت، ج2، حصہ7، ص4)

☆خُنثٰی مُشکل یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت، اُس سے نہ مرد کا نکاح ہو سکتا ہے نہ عورت کا۔ اگر کیا گیا تو باطل ہے۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص69)

☆مرد کا پری (جِنّی) سے یا عورت کا جن سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص70)

☆نکاح کرنے کے تفصیلی احکام درج ذیل ہیں:

(1)اعتدال (درمیانی) کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مَہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اَڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا سنت کی اتباع اور شرعی حکم کو بجالانا یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

(2)شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ مشت زنی کرنا پڑے گی تو نکاح واجب ہے۔

(3)یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔

(4)اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص72تا74)

☆نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:

(1)اعلانیہ ہونا(2)نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا۔(3)مسجد میں ہونا(4)جمعہ کے دن(5)عورت عمر، حسب، مال، عزّت میں مرد سے کم ہو(6)اور چال چلن اور اخلاق و تقویٰ و جمال میں بیش (زیادہ) ہو۔(7)جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کرلے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کنواری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔(8) بڑی عمر

والی اور بد خلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔(9)عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسق بدکار سے نہیں۔ یہ مستحباتِ نکاح ہیں، اگر اِس کے خلاف نکاح ہو گا جب بھی ہو جائے گا۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص75تا77)

☆نکاح کے ارکان میں ایجاب و قبول ہے یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹ بھی ہو سکتا ہے۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص78)

☆بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں ایک ہی جملہ سے نکاح ہو جائے گا، مثلاً چچا کی نابالغہ لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور ولی یہی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کیا یا لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہیں اور ایک ہی شخص دونوں کا ولی ہے یا مرد و عورت دونوں نے ایک شخص کو وکیل کیا۔ اُس ولی یا وکیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح کر دیا ہو گیا۔ اِن سب صورتوں میں قبول کی کچھ حاجت نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص1)

☆دولہا اور دلہن موجود ہوں، ایک نے ایک پرچہ پر لکھا میں نے تجھ سے نکاح کیا، دوسرے نے بھی لکھ کر دیا کہ میں نے قبول کیا یا زبان سے کہا میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوا۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، التزوج بارسال کتاب، ج4، ص83)

☆نکاح کے لیے چند شرطیں ہیں:

(1)عاقل ہونا۔ مجنوں یا نا سمجھ بچے نے (خود) نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔

(2)بلوغ۔ نابالغ اگر سمجھ دار ہے تو منعقد ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

(3)گواہ ہونا۔ یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔

(4)ایجاب و قبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔

(5)قبول، ایجاب کے مخالف نہ ہو، مثلاً اس نے کہا ہزار روپے مہر پر تیرے نکاح میں دی، اُس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں، تو نکاح نہ ہوا۔ اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ کہا تو ہزار پر نکاح ہو گیا۔

(6)لڑکی بالغہ ہے تو اُس کا راضی ہونا شرط ہے، ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اُس کی رضا کے نکاح کر دے۔

(بہار شریعت ملخصاً، ج2، حصہ7، ص11تا19)

☆نکاح کے گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنیں۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا، نہ غلام کی



گواہی سے۔ مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے۔ نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا اُن پر تہمت کی حد لگائی گئی ہو تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہو گا۔

☆ گونگے گواہ نہیں ہو سکتے کہ جو گونگا ہوتا ہے بہرا بھی ہوتا ہے، ہاں اگر گونگا ہو اور بہرا نہ ہو تو ہو سکتا ہے۔

(بہارشریعت، ج2، حصہ7، ص11تا13)

☆ جن کو گواہ بنایا، وہ دور بیٹھے تھے، انہوں نے ایجاب و قبول نہ سنا، مگر قریب بیٹھے ہوئے دیگر قابلِ شہادت لوگوں نے سنا تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ گواہ اُسی کو نہیں کہتے جو دو شخص مجلسِ عقد میں مقرر کر لیے جاتے ہیں، بلکہ وہ تمام حاضرین گواہ ہیں جنھوں نے ایجاب و قبول سُنا اگر قابلِ شہادت ہوں۔ (بہارشریعت، حصہ7، ص14)

☆ **لڑکی سے وکالت لینے کا طریقہ:** یہ جو عام رواج پڑ گیا ہے کہ ایک شخص لڑکی سے اذن (اجازت) لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں، وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجیے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنا دے، اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوا اجازت پر موقوف ہے، اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ یوں چاہیے کہ جو پڑھائے وہ عورت یا اُس کے ولی کا وکیل بنے، خواہ یہ خود اُس کے پاس جا کر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لیے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کو تُونے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں بن فلاں سے کر دے۔ عورت کہے ہاں۔

(بہارشریعت، ج2، حصہ7، ص15)

☆ عورت سے اذن لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں یعنی اُس وقت اگر گواہ نہ بھی ہوں اور نکاح پڑھاتے وقت ہوں تو نکاح ہو گیا، البتہ اذن کے لیے گواہوں کی یوں حاجت ہے کہ اگر اُس نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو اب گواہوں سے اس کا اذن دینا ثابت ہو جائے گا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الأول، ج1، ص268)

☆ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (دو تولے تقریباً ساڑھے سات ماشے چاندی یا اس کی قیمت) ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، ج1، ص303)

☆ **نکاح کا مختصر طریقہ:** سب سے پہلے نکاح خواں (جس نے نکاح پڑھانا ہے)، وہ لڑکی سے وکالت لینے جائے اور اسے کہے کہ: کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ اتنے مہر (مثلاً 5000) کے عوض آپ کا نکاح فلاں بن فلاں (دولہا) سے کر دوں، لڑکی ہاں کہہ دے تو اس کے بعد (نکاح کی مجلس میں آکر) نکاح خواں نکاح کا خطبہ پڑھے (کہ خطبہ پہلے مستحب ہے)، پھر جس کے نام کی وکالت (اجازت) ہے وہ دولہا سے (گواہوں کی موجودگی میں) اس طرح ایجاب کرے: میں نے اپنی مُؤکِلہ کا نکاح اتنے (مثلاً 5000) حق مہر عوض آپ سے کیا، لڑکا کہے کہ میں نے قبول کیا۔ اس طرح ایک مرتبہ ایجاب

و قبول ضروری اور تین مرتبہ مستحب ہے۔

نوٹ: اگر نکاح خواں کے علاوہ کوئی اور وکالت لینے جائے تو وہ نکاح خواں کے نام کی وکالت لے کہ کیا آپ فلاں بن فلاں (نکاح خواں) کو اجازت دیتی ہیں کہ وہ آپ کا نکاح فلاں بن فلاں (دولہا) سے پڑھادے؟ یا پھر وکالت مطلقہ لے یعنی یوں کہے کہ: کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ میں آپ کا نکاح فلاں بن فلاں سے خود کردوں یا کسی اور کو اس کی اجازت دے دوں؟ اجازت لینے کے بعد مجلسِ نکاح میں آکر نکاح خواں کو (پہلی صورت میں) اجازت کی خبر دے دے یا (دوسری صورت میں) نکاح خواں کو اجازت دے دے اور پھر نکاح خواں سابقہ طریقہ پر نکاح پڑھادے۔

محرمات کا بیان

☆ محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ (بہارشریعت، حصہ 7، ص21، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ عورتوں کے حرام ہونے کے چند سبب ہیں:

(1) نسب (2) مصاہرت (3) جمع بَین المَحارِم (دو ایسی عورتوں کو جمع کرنا جن میں نکاح حرام ہو) (4) حرمت بِالمِلک (عورت کا اپنے غلام سے نکاح حرام ہونا) (5) حرمت بالشرک (غیر مسلم عورت سے نکاح) (6) آزاد عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا (7) حرمت بوجہ حقِ غیر (دوسرے کی بیوی سے نکاح) (8) حرمت متعلق بہ عدد (چار سے زائد نکاح ایک وقت میں) (9) رضاعت۔

نسب کے سبب حرمت

☆ نسب کی وجہ سے سات عورتیں حرام ہیں:

(1) ماں، (2) بیٹی، (3) بہن، (4) پھوپی، (5) خالہ، (6) بھتیجی، (7) بھانجی۔ (بہارشریعت، حصہ 7، ص21، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ ماں میں دادی، نانی، پردادی، پرنانی اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادا، دادی، نانا، نانی کی مائیں ہیں کہ ماں سے مراد وہ عورت ہے، جس کی اولاد میں یہ ہے بلاواسطہ یا بواسطہ۔ (بہارشریعت، حصہ 7، ص22، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں، لہٰذا پوتی، پرپوتی، نواسی، پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ 7، ص22، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔
(بہارشریعت، حصہ 7، ص22، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہم اصول کی پھوپیاں یا خالائیں اپنی پھوپی اور خالہ کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔
(بہارشریعت، حصہ 7، ص22، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆ بھتیجی، بھانجی سے بھائی، بہن کی اولادیں مراد ہیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ7،ص22، کراچی)

☆زنا کی وجہ سے جو بیٹی، پوتی وغیرہ ہو وہ بھی محرمات میں ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ7،ص22،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حرمتِ مُصاہرت

☆مصاہرت کا معنی ہے سسرالی رشتہ۔ کسی عورت سے نکاح وغیرہ کرنے سے اس کی کچھ رشتہ دار عورتیں مرد پر اور مرد کے کچھ رشتہ دار افراد اس عورت پر حرام ہو جاتے ہیں، اسے حرمتِ مُصاہرت کہتے ہیں۔

☆کسی عورت سے نکاح کرنے کی وجہ سے درج ذیل عورتیں مرد پر حرام ہوں گی: زوجہ موطوٴہ (جس بیوی سے صحبت کی ہو) کی لڑکیاں، زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں، باپ، دادا وغیرہما اصول (باپ، دادا وغیرہ) کی بیویاں، بیٹے پوتے وغیرہما فروع (فروع سے مراد نسل در نسل ہے) کی بیویاں۔
(بہارشریعت، حصہ7،ص22،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئی اُس کی لڑکی اس پر حرام نہیں۔ اور خلوتِ صحیحہ (تنہائی) بھی وطی ہی کے حکم میں ہے یعنی اگر خلوتِ صحیحہ عورت کے ساتھ ہو گئی، اس کی لڑکی حرام ہو گئی اگرچہ وطی نہ کی ہو۔ اس لڑکی کا اس کی پرورش میں ہونا ضروری نہیں۔
(ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص110)

☆نکاح فاسد سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، جب تک وطی نہ ہو لہٰذا اگر کسی عورت سے نکاح فاسد کیا تو عورت کی ماں اس پر حرام نہیں اور جب وطی ہوئی تو حرمت ثابت ہوگئی کہ وطی سے مطلقاً حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ خواہ وطی حلال ہو یا شبہہ اور زنا سے، مثلاً حیض و نفاس میں یا احرام و روزہ میں غرض کسی طور پر وطی ہو، حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی لہٰذا جس عورت سے زنا کیا، اس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں۔ یوہیں وہ عورت زانیہ اس شخص کے باپ، دادا اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص114)

☆حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے، یوہیں شہوت کے ساتھ چھونے، شہوت کے ساتھ بوسہ لینے، شہوت کے ساتھ فرجِ داخل (شرمگاہ کا اندرونی حصہ) کی طرف نظر کرنے، شہوت کے ساتھ گلے لگانے، یہاں تک کہ سر پر جو بال ہوں اُنھیں شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی حرمت ہو جاتی ہے اگرچہ کوئی کپڑا بھی حائل ہو مگر جب اتنا موٹا کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو، خواہ یہ باتیں جائز طور پر ہوں، مثلاً منکوحہ ہے یا ناجائز طور پر ہوں۔ جو بال سر سے لٹک رہے ہوں انھیں بشہوت چھوا تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوئی۔
(ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص114)

☆فرجِ داخل کی طرف نظر کرنے کی صورت میں اگر شیشہ درمیان میں ہو یا عورت پانی میں تھی اس کی نظر وہاں تک پہنچی جب بھی حرمت ثابت ہوگئی، البتہ آئینہ یا پانی میں عکس دکھائی دیا تو حرمت مصاہرت نہیں۔ (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص114)

☆ چھونے اور نظر کے وقت شہوت نہ تھی بعد کو پیدا ہوئی یعنی جب ہاتھ لگایا اُس وقت نہ تھی، ہاتھ جدا کرنے کے بعد ہوئی تو اس سے حرمت نہیں ثابت ہوتی۔ (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص115)

☆ حرمت مصاہرت کے ثبوت میں شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشارِ آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے یہ جوان کے لیے ہے۔ بوڑھے اور عورت کے لیے شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے، محض میلانِ نفس کا نام شہوت نہیں۔ (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص115)

☆ نظر (فرج داخل میں) اور چھونے میں حرمت جب ثابت ہوگی کہ انزال نہ ہو اور انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت نہ ہوگی۔
(درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص114)

☆ عورت نے شہوت کے ساتھ مرد کو چھوا یا بوسہ لیا یا اس کے آلہ کی طرف نظر کی تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثانی، ج1، ص274)

☆ حرمت مصاہرت کے لیے شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو، نیز یہ کہ زندہ ہو تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو بشہوت چھوا یا بوسہ لیا تو حرمت ثابت نہ ہوئی۔ (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص117)

☆ مراہق یعنی وہ لڑکا کہ ہنوز (ابھی تک) بالغ نہ ہوا مگر اس کے ہم عمر بالغ ہو گئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے، اس نے اگر وطی کی یا شہوت کے ساتھ چھوا یا بوسہ لیا تو مصاہرت ہوگی۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص118)

☆ یہ افعال قصداً ہوں یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہو جائے گی، مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لیے اٹھانا چاہا، غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہاۃ لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا، اس کی ماں ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہوگئی۔ یوہیں اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑ گیا، جو مراہق تھا ہمیشہ کو اپنے اس شوہر پر حرام ہوگئی۔ (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص118)

☆ (فرج داخل میں) نظر سے حرمت ثابت ہونے کے لیے نظر کرنے والے میں شہوت پائی جانا ضرور ہے اور بوسہ لینے، گلے لگانے، چھونے وغیرہ میں ان دونوں میں سے ایک کو شہوت ہو جانا کافی ہے اگرچہ دوسرے کو نہ ہو۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص120)

☆ عورت نے دعویٰ کیا کہ مرد نے اس کے اصول (باپ، دادا، اوپر تک) یا فروع (اولاد در اولاد) کو بشہوت چھوا یا بوسہ لیا یا کوئی اور بات کی ہے، جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور مرد نے انکار کیا تو قول مرد کا لیا جائے گا یعنی جبکہ عورت گواہ نہ پیش کر سکے۔
(درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص124)

جمع بین المحارم

☆ایک مرد کے لیے ایک وقت میں چار شادیاں جائز ہیں لیکن ایسی دو بیویاں ایک وقت میں نہیں رکھ سکتا جن میں باہم خاص رشتہ داری ہو جیسے پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اسی عورت کی بہن، بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنا وغیرہ۔ اس کا اصول یہ ہے کہ وہ دو عورتیں کہ اُن میں جس ایک کو مرد فرض کریں، دوسری اس کے لیے حرام ہو (مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپی، بھتیجی کہ پھوپی کو مرد فرض کرو تو چچا، بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپی، بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں، بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے، خالہ کا رشتہ ہوا) ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدّت نہ گزر لے، دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص121)

☆ایسی دو عورتیں جن میں اس قسم کا رشتہ ہو جو اوپر مذکور ہوا وہ نسب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دودھ کے ایسے رشتے ہوں جب بھی دونوں کا جمع کرنا حرام ہے، مثلاً عورت اور اس کی رضاعی بہن کو جمع کرنا حرام ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثالث، ج1، ص277)

☆دو عورتوں میں اگر ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لیے حرام ہو اور دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کے جمع کرنے میں حرج نہیں، مثلاً عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ اس لڑکی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی، کہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور عورت کو مرد فرض کریں تو لڑکی سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا یوہیں عورت اور اس کی بہو۔
(درمختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص124)

☆ایسی دو عورتیں جن کو جمع کرنا حرام ہے اگر دونوں سے بیک عقد نکاح کیا تو کسی سے نکاح نہ ہوا، فرض ہے کہ دونوں کو فوراً جدا کر دے اور دخول نہ ہوا ہو تو مہر بھی واجب نہ ہوا اور دخول ہوا ہو تو مہرِ مثل (جتنا مہر ایسی عورت کا بنتا ہو) اور بندھے ہوئے مہر میں جو کم ہو وہ دیا جائے، اگر دونوں کے ساتھ دخول کیا تو دونوں کو دیا جائے اور ایک کے ساتھ کیا تو ایک کو۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الثالث، ج1، ص277)

☆اگر دونوں سے دو عقد کے ساتھ نکاح کیا تو پہلی سے نکاح ہوا اور دوسری کا نکاح باطل، لہٰذا پہلی سے وطی جائز ہے مگر جبکہ دوسری سے وطی کر لی تو اب جب تک اس کی عدّت نہ گزر جائے پہلی سے بھی وطی حرام ہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج4، ص126)

حرمت بالملک

☆عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی، خواہ وہ تنہا اسی کی مِلک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔
(الفتاوی الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم الرابع، ج1، ص282)

حرمت بِالشرک

☆مسلمان کا نکاح مجوسیہ (آگ کی پوجا کرنے والی)، بت پرست، آفتاب پرست، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہو سکتا خواہ یہ عورتیں حرّہ (آزاد) ہوں یا باندیاں۔ (فتح القدیر، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ج3، ص136تا138)

☆مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا، اگرچہ مرد و عورت دونوں ایک ہی مذہب کے ہوں۔
(فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، ج1، ص169)

☆مسلمان کا نکاح کتابیہ (یہودیہ یا نصرانیہ) سے: اس کی تین صورتیں ہیں:

(1) عورت اپنے مذہب یعنی یہودیت یا عیسائیت پر قائم ہو اور ذمیہ (مطیع ہو کر مسلمانوں کے زیر حکومت رہتی اور جزئیہ دیتی) ہو اس صورت میں اس سے نکاح جائز مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج11، ص400، رضا فائونڈیشن، لاہور)

(2) اپنے مذہب پر قائم ہو مگر حربیہ ہو اس صورت میں اس سے نکاح ممنوع اور گناہ ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج11، ص400، رضا، لاہور)
فی زمانہ عموماً کفار حربی ہیں۔ حربیہ اس کو کہتے ہیں جو بغیر جزیہ (ٹیکس) دیے رہتے ہوں۔

(3) اگر صرف نام کی یہودی نصرانی ہو اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہو، جیسے آجکل کے کثیر نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو اُن سے نکاح نہیں ہو سکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ7، ص31، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆مسلمان اور کتابیہ سے اولاد ہوئی تو اولاد مسلمان کہلائے گی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الرابع، ج1، ص282)

☆مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تھا، پھر وہ مجوسیہ ہو گئی تو نکاح فسخ ہو گیا اور مرد پر حرام ہو گئی اور اگر یہودیہ تھی اب نصرانیہ ہو گئی یا نصرانیہ تھی، یہودیہ ہو گئی تو نکاح باطل نہ ہوا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الرابع، ج1، ص281)

☆مرد و عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق باقی ہے جدید نکاح کی حاجت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت پر اسلام پیش کریں، اگر مسلمان ہو گئی فبہا (ٹھیک) ورنہ تفریق کر دیں۔ یوہیں اگر عورت پہلے مسلمان ہوئی تو مرد پر اسلام پیش کریں، اگر تین حیض آنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی ہے، ورنہ بعد کو جس سے چاہے نکاح کر لے کوئی اسے منع نہیں کر سکتا۔
(بہار شریعت، حصہ7، ص32، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسلام قاضی شرع پیش کرے گا، نہ کہ عام لوگوں میں سے کوئی پیش کرے گا۔ زوجین میں سے کسی ایک کے اسلام کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہو گا بلکہ وہ اس کی زوجہ ہی رہے گا جب تک قاضی انکار کی وجہ سے تفریق نہ کر دے اور جہاں قاضی نہ ہو وہاں عدت کی مدت جتنا عورت انتظار کرے گی پس اگر اس مدت میں وہ اسلام لے آیا تو وہ اس کی زوجہ ہے ورنہ بغیر اسلام پیش کیے اور بغیر حقیقی انکار کے، صرف حکمی

انکار پر وہ بائنہ ہو جائے گی۔ (جد الممتار، جلد4، صفحہ636، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہو سکتا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ج1، ص282)

حرمت بوجہ حقِ غیر

☆غیر کے حق کی وجہ سے حرمت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کی منکوحہ (بیوی) سے نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدّت میں ہو جب بھی نہیں ہو سکتا۔ عدّت طلاق کی ہو یا موت کی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ج1، ص282)

☆دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ منکوحہ ہے تو عدّت واجب ہے اور معلوم تھا تو عدّت واجب نہیں۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، القسم الرابع، ج1، ص280)

☆جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے، پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی (صحبت) بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہو لے وطی جائز نہیں۔ (درمختار، کتاب النکاح، ج4، ص138)

حرمت متعلق بہ عدد

☆آزاد شخص کو ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور غلام کو دو سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔
(درمختار، کتاب النکاح، ج4، ص137)

☆پانچ عورتوں سے ایک عقد کے ساتھ نکاح کیا، کسی سے نکاح نہ ہوا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ج1، ص277)

☆اگر پانچ عورتوں سے علیحدہ علیحدہ عقدِ نکاح کیا تو پہلی چار کا درست ہے جبکہ پانچویں کا نکاح باطل ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ج1، ص277)

☆کافر حربی نے پانچ عورتوں سے نکاح کیا، پھر سب مسلمان ہوئے اگر آگے پیچھے نکاح ہوا تو چار پہلی باقی رکھی جائیں اور پانچویں کو جدا کر دے اور ایک عقد تھا تو سب کو علیحدہ کر دے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الثالث، ج1، ص277)

☆مُتعہ اس عقد کو کہتے ہیں جس میں مقررہ معاوضہ سے معینہ مدت کے لیے کسی عورت کو قضاء شہوت کے لیے حاصل کیا جاتا ہے، اس عقد کے لیے نہ گواہوں کی ضرورت ہے نہ ممتوعہ عورتوں کے لیے تعداد کی کوئی قید ہے۔

☆متعہ حرام ہے۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "فتاوی رضویہ" میں فرماتے ہیں:

متعہ کی حرمت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال شریفہ سے ثابت ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج11، ص236، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

☆اگر کسی خاص وقت تک کے لیے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا اگرچہ دو سو (200) برس کے لیے کرے۔
(درمختار، کتاب النکاح، ج4، ص142)

☆کسی عورت سے نکاح کیا کہ اتنے دنوں کے بعد طلاق دے دے گا، تو یہ نکاح صحیح ہے یا اپنے ذہن میں کوئی مدّت ٹھہرالی ہو کہ اتنے دنوں کے لیے نکاح کرتا ہوں مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو یہ نکاح بھی ہوگیا۔ (درمختار، کتاب لنکاح، ج4، ص143)

حرمتِ رضاعت

☆بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ7، ص36، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆نکاح حرام ہونے کے لیے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ7، ص36، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

☆مدّت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج4، ص389)

☆رضاع (یعنی دودھ کا رشتہ) عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے، مرد یا جانور کا دودھ پینے سے ثابت نہیں۔
(ہدایہ، کتاب الرضاع، ج1، ص217★جوہرہ نیرہ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص34)

☆دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے۔ (ہدایہ، کتاب الرضاع، ج1، ص217)

☆تھوڑا پیا یا زیادہ بہر حال حرمت ثابت ہو گی، جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔ (ہدایہ، کتاب الرضاع، ج1، ص217)

☆عورت کا دودھ اگر حقنہ سے (پیچھے کے مقام سے بطورِ علاج) اندر پہنچایا گیا یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کے مقام سے پہنچایا گیا یا پیٹ یا دماغ میں زخم تھا اس میں ڈالا کہ اندر پہنچ گیا تو ان صورتوں میں رضاع نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص34)

☆کنواری یا بڑھیا کا دودھ پیا بلکہ مردہ عورت کا دودھ پیا، جب بھی رضاعت ثابت ہے۔ مگر نو برس سے چھوٹی لڑکی کا دودھ پیا تو رضاع نہیں۔
(درمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج4، ص399)

☆بچے نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچے کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اُس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر

سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی اور عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن خالہ۔ یوہیں اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اُس کے بھائی اس کے چچا اور اُس کی بہنیں، اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔ یوہیں ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الرضاع، ج1، ص343)

☆ جو رشتے نسب میں حرام ہے رضاعت میں بھی حرام ہیں۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج4، ص399)

☆ حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے اور بھائی کی بہن سے نسب میں بھی ایک صورت جواز کی ہے، یعنی سوتیلے بھائی کی بہن جو دوسرے باپ سے ہو۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج4، ص398)

☆ اگر بچہ بچی نے ایک وقت میں دودھ نہ پیا ہو تو یہ بھائی بہن ہیں اور ان کا آپس میں نکاح حرام ہے اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو اگرچہ ایک کے وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے کے وقت میں دوسرے کا۔ (درمختار، باب الرضاع، ج4، ص398)

☆ دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں، پوتوں سے نہیں ہو سکتا، کہ یہ ان کی بہن یا پھوپی ہے۔
(درمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج4، ص399)

☆ پانی یا دوا میں عورت کا دودھ ملا کر پلایا تو اگر دودھ غالب ہے یا برابر تو رضاعت ثابت ہے مغلوب ہے تو نہیں۔ یوہیں اگر بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں ملا کر دیا تو اگر یہ دودھ غالب ہے تو رضاع نہیں ورنہ ہے۔ (جوہرہ نیرہ، الجزء الثانی، کتاب الرضاع، ص35)

☆ رضاعت کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں اگرچہ وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہو، فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرلے۔ (جوہرہ نیرہ، الجزء الثانی، کتاب الرضاع، ص38)

☆ مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی تو نکاح میں کوئی نقصان نہ آیا اگرچہ دودھ منہ میں آ گیا بلکہ حلق سے اتر گیا تب بھی نکاح میں نقصان نہ آیا کہ رضاعت ثابت ہونے کی عمر ڈھائی برس تک ہے۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج4، ص411)

ہاں مرد کے لیے اپنی بیوی کا دودھ پینا حرام ہے۔

تنبیہ: عورتوں کو چاہیے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں، عورت کو بغیر اجازت شوہر کسی بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کے ہلاک کا اندیشہ ہے تو کراہت نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج4، ص391)

مگر میعاد کے اندر رضاعت بہر صورت ثابت ہو جائے گی۔

ولی کا بیان

☆ولی وہ ہے جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص147)

☆ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے، بچہ اور مجنون ولی نہیں ہو سکتا، مسلمان کے ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے کہ کافر کو مسلمان پر کوئی اختیار نہیں۔ متقی ہونا شرط نہیں، فاسق بھی ولی ہو سکتا ہے۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص147)

☆ولایت کے اسباب چار ہیں: (۱) قرابت (۲)، مِلک (۳) وِلا (۴) امامت۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص149)

☆ قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفسہٖ کے لیے ہے یعنی وہ مرد جس کو اس سے قرابت کسی عورت کی وساطت سے نہ ہو۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ج1، ص283)

☆سب میں مقدّم بیٹا، پھر پوتا، پھر پرپوتا اگرچہ کئی پشت کا فاصلہ ہو، یہ نہ ہوں تو باپ، پھر دادا، پھر پردادا، وغیرہم اصول اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو، پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلا بھائی، پھر حقیقی بھائی کا بیٹا، پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا، پھر حقیقی چچا، پھر سوتیلا چچا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر باپ کا حقیقی چچا، پھر سوتیلا چچا، پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر دادا کا حقیقی چچا، پھر سوتیلا چچا، پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا۔

خلاصہ یہ کہ اُس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو، وہ ولی ہے اگر بیٹا نہ ہو تو جو حکم بیٹے کا ہے وہی پوتے کا ہے، وہ نہ ہو تو پر پوتے کا اور عصبہ کے ولی ہونے میں اُس کا آزاد ہونا شرط ہے اگر غلام ہے تو اس کو ولایت نہیں بلکہ اس صورت میں ولی وہ ہو گا جو اُس کے بعد ولی ہو سکتا ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ج1، ص283)

☆ عصبہ نہ ہوں تو ماں ولی ہے، پھر دادی، پھر نانی، پھر بیٹی، پھر پوتی، پھر نواسی، پھر پرپوتی، پھر نواسی کی بیٹی، پھر نانا، پھر حقیقی بہن، پھر سوتیلی بہن، پھر اخیافی بھائی بہن یہ دونوں ایک درجے کے ہیں، ان کے بعد بہن وغیرہا کی اولاد اسی ترتیب سے پھر پھوپی، پھر ماموں، پھر خالہ، پھر چچازاد بہن، پھر اسی ترتیب سے ان کی اولاد۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیائ، ج1، ص165)

☆جب رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ولی مولی الموالاۃ ہے یعنی وہ جس کے ہاتھ پر اس کا باپ مشرف باسلام ہوا اور یہ عہد کیا کہ اس کے بعد یہ اس کا وارث ہو گا یا دونوں نے ایک دوسرے کا وارث ہونا ٹھہرا لیا ہو۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیائ، ج1، ص165)

☆اگر مولی الموالاۃ بھی نہ ہو تو ان سب کے بعد بادشاہِ اسلام ولی ہے پھر قاضی جب کہ سلطان کی طرف سے اسے نابالغوں کے نکاح کا اختیار دیا گیا ہو اور اگر اس کے متعلق یہ کام نہ ہو اور نکاح کر دیا پھر سلطان کی طرف سے یہ خدمت بھی اسے سپرد ہوئی اور قاضی نے اس نکاح کو جائز کر دیا تو جائز

ہو گیا۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج1، ص165)

☆نابالغ بچے کی کسی نے پرورش کی، مثلاً اسے متبنیٰ (لے پالک بچے) کیا یا لاوارث بچہ کہیں پڑا ملا، اُسے پال لیا تو یہ شخص اس کے نکاح کا ولی نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ج1، ص284)

☆مِلک کی وجہ سے ولایت حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لونڈی، غلام کے نکاح وغیرہ کا ولی ان کا مولیٰ ہے، اس کے سوا کسی کو ولایت نہیں اگر کسی اورنے یا اس نے خود نکاح کر لیا تو وہ نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف رہے گا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا، رد کر دے گا باطل ہو جائے گا۔

(فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیاء، ج1، ص165)

☆کافر اصلی، کافر اصلی کا ولی ہے اور مرتد کسی کا بھی ولی نہیں، نہ مسلم کا، نہ کافر کا یہاں تک کہ مرتد مرتد کا بھی ولی نہیں۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ج1، ص284)

☆ولی اگر پاگل ہو گیا تو اس کی ولایت جاتی رہی اور اگر اس قسم کا پاگل ہے کہ کبھی پاگل رہتا ہے اور کبھی ہوش میں تو ولایت باقی ہے، افاقہ کی حالت میں جو کچھ تصرفات کرے گا نافذ ہوں گے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ج1، ص284)

☆نابالغ لڑکا، لڑکی اور مجنون کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار (زبردستی) حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا۔

پھر اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر باپ دادا یا بیٹے نے نکاح کر دیا ہے تو اگرچہ مہرِ مثل سے بہت کم یا زیادہ پر نکاح کیا یا غیر کفو سے کیا جب بھی ہو جائے گا بلکہ لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد یا مجنون کو ہوش آنے کے بعد اُس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ ہاں اگر باپ، دادا یا لڑکے کا سوء (بُرا) اختیار معلوم ہو چکا ہو مثلاً اس سے پیشتر اس نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا اور اب یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کریگا تو صحیح نہ ہو گا۔ یوہیں اگر نشہ کی حالت میں غیر کفو سے یا مہر مثل میں زیادہ کمی کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح نہ ہوا۔

(۲) اور اگر باپ، دادا یا بیٹے کے سوا کسی اور نے کیا ہے اور غیر کفو یا مہر مثل میں زیادہ کمی بیشی کے ساتھ ہوا تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر کفو سے مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو صحیح ہے مگر بالغ ہونے کے بعد اور مجنون کو افاقہ کے بعد فسخ کا اختیار ہو گا اگرچہ خلوت بلکہ وطی ہو چکی ہو یعنی اگر نکاح ہونا پہلے سے معلوم ہے تو باکرہ بالغ ہوتے ہی فوراً اور اگر معلوم نہ تھا تو جس وقت معلوم ہوا اسی وقت فوراً فسخ کر سکتی ہے اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا۔ یہ نہ ہو گا کہ آخر مجلس تک اختیار باقی رہے مگر نکاح فسخ اس وقت ہو گا جب قاضی فسخ کا حکم بھی دیدے لہٰذا اسی اثنا میں قبل حکمِ قاضی اگر ایک کا انتقال ہو گیا تو دوسرا اوارث ہو گا اور پورا مہر لازم ہو گا۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، ج1، ص190★درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص166تا171)

☆ولی اقرب (سب سے قریبی ولی) غائب ہے اس وقت دُور والے ولی نے نکاح کر دیا تو صحیح ہے اور اگر اس کی موجودگی میں نکاح کیا تو اس کی

اجازت پر موقوف ہے محض اس کا سکوت کافی نہیں بلکہ صراحۃً یا دلالۃً اجازت کی ضرورت ہے، یہاں تک کہ اگر ولی اقرب مجلس میں موجود ہو تو یہ بھی اجازت نہیں اور اگر اس ولی اقرب نے نہ اجازت دی تھی، نہ رد کیا اور مر گیا یا غائب ہو گیا کہ اب ولایت اسی دُور والے ولی کو پہنچی تو وہ قبل میں اس کا نکاح کر دینا اجازت نہیں بلکہ اب اس کی جدید اجازت درکار ہے۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص189)

☆ولی کے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا انتظار کیا جائے تو وہ جس نے پیغام دیا ہے اور کفو بھی ہے، ہاتھ سے جاتا رہے گا اگر ولی قریب مفقود الخبر (گم) ہو یا کہیں دورہ کرتا ہو کہ اس کا پتا معلوم نہ ہو یا وہ ولی اُسی شہر میں چھپا ہوا ہے مگر لوگوں کو اس کا حال معلوم نہیں اور ولی ابعد (بعد کے درجے والے ولی) نے نکاح کر دیا اور وہ اب ظاہر ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیائ، ج1، ص166)

☆ولی اقرب (قریب والا ولی) صالح ولایت نہیں، مثلاً بچہ ہے یا مجنون تو ولی ابعد ہی نکاح کا ولی ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الرابع، ج1، ص285)

☆حرہ (آزاد) بالغہ عاقلہ نے بغیر ولی کفو (برابری) سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا اگرچہ نکاح کے بعد راضی ہو گیا۔
(درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص149تا151)

☆ایک درجہ کے چند ولی ہوں، بعض کا راضی ہو جانا کافی ہے اور اگر مختلف درجے کے ہوں تو اقرب کا راضی ہونا ضروری ہے کہ حقیقۃً یہی ولی ہے۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص153)

☆عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ نہ بادشاہِ اسلام، کنواری ہو یا ثیب (جس کی پہلے شادی ہو چکی ہو)۔ یوہیں مرد بالغ آزاد کا عقد نکاح بغیر ان کی مرضی کے کوئی نہیں کر سکتا۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص155)

☆کنواری عورت سے اُس کے ولی اقرب یا ولی کے وکیل یا قاصد نے اجازت مانگی یا ولی اقرب نے بلا اجازت لیے نکاح کر دیا۔ اب اس کے قاصد نے یا کسی فضولی عادل نے خبر دی اور عورت نے سکوت کیا یا ہنسی یا مسکرائی یا بغیر آواز کے روئی تو ان سب صورتوں میں اجازت سمجھی جائے گی کہ پہلی صورت میں نکاح کر دینے کی اجازت ہے، دوسری میں نکاح کیا ہوا منظور ہے اور اگر اذن (اجازت) طلب کرتے وقت یا جس وقت نکاح ہو جانے کی خبر دی گئی، اس نے سُن کر کچھ جواب نہ دیا بلکہ کسی اور سے کلام کرنا شروع کیا مگر نکاح کو رد نہ کیا تو یہ بھی اذن ہے اور اگر چپ رہنا اس وجہ سے ہوا کہ اسے کھانسی یا چھینک آگئی تو یہ رضا نہیں اس کے بعد رد کر سکتی ہے۔ یوہیں اگر کسی نے اس کا منہ بند کر دیا کہ بول نہ سکی تو رضا نہیں۔ اور ہنسنا اگر بطورِ استہزا کے ہو یا رونا آواز سے ہو تو اذن نہیں۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص155)

☆اذن لینے میں مہر کا ذکر شرط نہیں اور بعض مشائخ نے شرط بتایا لہٰذا ذکر ہو جانا چاہیے کہ اختلاف سے بچنا ہے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ

جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہو گا۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص159)

☆ اگر ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کنواری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو، مثلاً مہر یا نفقہ طلب کرنا، خوشی سے ہنسنا، خلوت پر راضی ہونا، مہر یا نفقہ قبول کرنا۔
(درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص160)

☆ کنواری وہ عورت ہے جس سے نکاح کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو، لہٰذا اگر زینہ پر چڑھنے یا اترنے یا کودنے یا حیض یا زخم یا بلا نکاح زیادہ عمر ہو جانے یا زنا کی وجہ سے بکارت زائل ہو گئی جب بھی وہ کنواری ہی کہلائے گی۔ یوہیں اگر اس کا نکاح ہوا مگر شوہر نامرد ہے یا اس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے اس وجہ سے تفریق ہو گئی بلکہ اگر شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی یا مر گیا اگرچہ ان سب صورتوں میں خلوت ہو چکی ہو جب بھی کنواری ہے مگر جب چند بار اس نے زنا کیا کہ لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو گیا یا اُس پر حد زنا قائم کی گئی اگرچہ ایک ہی بار واقع ہوا ہو تو اب وہ عورت باکرہ (کنواری) نہیں قرار دی جائے گی اور جو عورت کنواری نہ ہو اس کو ثیب کہتے ہیں۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص161تا163)

☆ لڑکا بالغ ہوا تو سکوت سے خیارِ بلوغ باطل نہ ہو گا، جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت کرے (مثلاً بوسہ لینا، چھونا، مہر لینا دینا، وطی پر راضی ہونا) نہ پایا جائے، مجلس سے اٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا کہ اس کا وقت محدود نہیں عمر بھر اس کا وقت ہے۔
(فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاولیائ، ج1، ص166)

کُفو کا بیان

☆ کفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیا کے لیے باعثِ ننگ و عار (بے عزتی و رسوائی کا سبب) ہو، کفاءت (حسب و نسب میں ہم پلہ ہونا) صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔
(درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص194)

☆ باپ، دادا کے سوا کسی اور ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو نکاح صحیح نہیں اور بالغ اپنا خود نکاح کرنا چاہے تو غیر کفو عورت سے کر سکتا ہے کہ عورت کی جانب سے اس صورت میں کفاءت معتبر نہیں اور نابالغ میں دونوں طرف سے کفاءت کا اعتبار ہے۔
(ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص195)

☆ کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے:

(1) نسب (2) اسلام (3) حرفہ یعنی پیشہ (4) حریت یعنی آزاد ہونا (5) دیانت (6) مال۔ (بہار شریعت، حصہ7، ص53)

☆ بالغہ نے ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو سے نکاح کر لیا تو نکاح صحیح نہ ہوا۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، باب الولی، ج4، ص149تا151)

☆قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم کفو ہیں، یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی ہاشمی کا کفو ہے اور کوئی غیر قرشی قریش کا کفو نہیں۔ قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں، انصار و مہاجرین سب اس میں برابر ہیں، عجمی النسل عربی کا کفو نہیں مگر عالمِ دین کہ اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاکفائ، ج1، ص163)

☆جو خود مسلمان ہوا یعنی اس کے باپ، دادا مسلمان نہ تھے وہ اس کا کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہو اور جس کا صرف باپ مسلمان ہو اس کا کفو نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہو اور باپ دادا دو پشت سے اسلام ہو تو اب دوسری طرف اگرچہ زیادہ پشتوں سے اسلام ہو کفو ہیں مگر باپ دادا کے اسلام کا اعتبار غیر عرب میں ہے، عربی کے لیے خود مسلمان ہوا یا باپ، دادا سے اسلام چلا آتا ہو سب برابر ہیں۔(درمختار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص200)

☆غلام، حرّہ (آزاد) کا کفو نہیں، نہ وہ جو آزاد کیا گیا حرّہ اصلیہ (جو کبھی باندی نہ بنی ہو) کا کفو ہے اور جس کا باپ آزاد کیا گیا، وہ اس کا کفو نہیں جس کا دادا آزاد کیا گیا اور جس کا دادا آزاد کیا گیا وہ اس کا کفو ہے جس کی آزادی کئی پشت سے ہے۔

(فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی الاکفاءۃ، ج1، ص163)

☆فاسق شخص متقی کی لڑکی کا کفو نہیں اگرچہ وہ لڑکی خود متقیہ نہ ہو۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص201)

اور ظاہر کہ فسق اعتقادی (عقیدے کا بُرا ہونا) فسق عملی (عمل کے بُرا ہونے) سے بدرجہا بدتر، لہٰذا سُنی عورت کا کفو وہ بدمذہب نہیں ہو سکتا جس کی بدمذہبی حدِ کفر کو نہ پہنچی ہو اور جو بدمذہب ایسے ہیں کہ ان کی بدمذہبی کفر کو پہنچی ہو، ان سے تو نکاح ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہی نہیں، کفو ہونا تو بڑی بات ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ7، ص54)

☆مال میں کفاءت کے یہ معنی ہیں کہ مرد کے پاس اتنا مال ہو کہ مہر معجل اور نفقہ دینے پر قادر ہو۔ اگر پیشہ نہ کرتا ہو تو ایک ماہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو، ورنہ روز کی مزدوری اتنی ہو کہ عورت کے روز کے ضروری مصارف روز دے سکے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ مال میں یہ اس کے برابر ہو۔

(درمختار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص202)

☆جن لوگوں کے پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہوں وہ اچھے پیشہ والوں کے کفو نہیں، مثلاً جوتا بنانے والے، چمڑا پکانے والے، سائیس (گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والا شخص)، چرواہے یہ ان کے کفو نہیں جو کپڑا بیچتے، عطر فروشی کرتے، تجارت کرتے ہیں اور اگر خود جوتا نہ بناتا ہو بلکہ کارخانہ دار ہے کہ اس کے یہاں لوگ نوکر ہیں یہ کام کرتے ہیں یا دکاندار ہے کہ بنے ہوئے جوتے لیتا اور بیچتا ہے تو تاجر وغیرہ کا کفو ہے۔ یوہیں اور کاموں میں۔

(درمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص203)

☆ناجائز محکموں کی نوکری کرنے والے یا وہ نوکریاں جن میں ظالموں کا اتباع کرنا ہوتا ہے، اگرچہ یہ سب پیشوں سے رذیل (گھٹیا) پیشہ ہے اور علمائے متقدمین (پہلے والے علماء) نے اس بارے میں یہی فتویٰ دیا تھا کہ اگرچہ یہ کتنے ہی مالدار ہوں، تاجر وغیرہ کے کفو نہیں مگر چونکہ کفاءت کا

مدار عرف دنیوی پر ہے اور اس زمانہ میں تقویٰ و دیانت پر عزت کا مدار نہیں بلکہ اب تو دنیوی وجاہت دیکھی جاتی ہے اور یہ لوگ چونکہ عرف میں وجاہت والے کہے جاتے ہیں، لہٰذا علمائے متاخرین نے ان کے کفو ہونے کا فتویٰ دیا جب کہ ان کی نوکریاں عرف میں ذلیل نہ ہوں۔
(ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص204)

☆علم دین پڑھانے والے تاجر وغیرہ کے کفو ہیں، بلکہ علمی فضیلت تو تمام فضیلتوں پر غالب ہے کہ تاجر وغیرہ عالم کے کفو نہیں۔
(درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص205)

نکاح کی وکالت کا بیان

☆نکاح کی وکالت میں گواہ شرط نہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح، ج1، ص294)

لہٰذا بغیر گواہوں کے وکیل کیا اور اُس نے نکاح پڑھا دیا ہو گیا۔ گواہ کی یوں ضرورت ہے کہ اگر انکار کر دیا کہ میں نے تجھ کو وکیل نہیں بنایا تھا تو اب وکالت ثابت کرنے کے لیے گواہوں کی حاجت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ 7، ص57)

☆عورت نے کسی کو وکیل بنایا کہ تو جس سے چاہے میرا نکاح کر دے تو وکیل خود اپنے نکاح میں اسے نہیں لا سکتا۔ یوہیں مرد نے عورت کو وکیل بنایا تو وہ عورت اپنا نکاح اس سے نہیں کر سکتی۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح، ج1، ص294)

☆مرد نے عورت کو وکیل کیا کہ تو اپنے ساتھ میرا نکاح کر دے یا عورت نے مرد کو وکیل کیا کہ میرا نکاح اپنے ساتھ کر لے، اُس نے (گواہوں کی موجودگی میں) کہا میں نے فلاں مرد (موکل کا نام لے کر) یا فلانی عورت (موکلہ کا نام لے کر) سے اپنا نکاح کیا، نکاح ہو جائے گا قبول کی بھی حاجت نہیں۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح، ج1، ص295)

☆وکیل سے کہا فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے، اس نے دوسری سے کر دیا یا حرّہ (آزاد) سے کرنے کو کہا تھا باندی سے کیا، یا باندی سے کرنے کو کہا تھا آزاد عورت سے کیا، یا جتنا مہر بتا دیا تھا اس سے زیادہ باندھا، یا عورت نے نکاح کا وکیل کر دیا تھا اس نے غیر کفو سے نکاح کر دیا، ان سب صورتوں میں نکاح صحیح نہ ہوا۔ (درمختار وردالمحتار، کتاب النکاح، ج4، ص211)

☆عورت نے نکاح کا کسی کو وکیل بنایا پھر اُس نے بطورِ خود نکاح کر لیا تو وکیل کی وکالت جاتی رہی، وکیل کو اس کا علم ہوا یا نہ ہوا اور اگر اس نے وکالت سے معزول کیا تو جب تک وکیل کو اس کا علم نہ ہو معزول نہ ہو گا، یہاں تک کہ معزول کرنے کے بعد وکیل کو علم نہ ہوا تھا، اس نے نکاح کر دیا ہو گیا اور اگر مرد نے کسی خاص عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا پھر موکل نے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر لیا تو وکالت ختم ہو گئی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح، ج1، ص298)

☆پانچ صورتوں میں ایک شخص کا ایجاب قائم مقام قبول کے بھی ہو گا:

(1)دونوں کا ولی ہو مثلاً یہ کہے میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنی بھتیجی سے کر دیا یا پوتے کا نکاح پوتی سے کر دیا۔

(2)دونوں کا وکیل ہو، مثلاً میں نے اپنے موکل کا نکاح اپنی موکلہ سے کر دیا اور اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جو دو گواہ مرد کے وکیل کرنے کے ہوں، وہی عورت کے وکیل بنانے کے ہوں اور وہی نکاح کے بھی گواہ ہوں۔

(3)ایک طرف سے اصیل (اپنا معاملہ خود طے کرنے والا ہو)، دوسری طرف سے وکیل ہو، مثلاً عورت نے اسے وکیل بنایا کہ میرا نکاح تو اپنے ساتھ کر لے اس نے کہا میں نے اپنی موکلہ کا نکاح اپنے ساتھ کیا۔

(4)ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے ولی، مثلاً چچازاد بہن نابالغہ سے اپنا نکاح کرے اور اس لڑکی کا یہی ولی اقرب بھی ہے اور اگر بالغہ ہو اور بغیر اجازت اس سے نکاح کیا تو اگرچہ جائز کر دے نکاح باطل ہے۔

(5)ایک طرف سے ولی ہو دوسری طرف سے وکیل، مثلاً اپنی لڑکی کا نکاح اپنے موکل سے کرے۔

اور اگر ایک شخص دونوں طرف سے فضولی ہو یا ایک طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے وکیل یا ایک طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے ولی یا ایک طرف سے فضولی ہو، دوسری طرف سے اصیل تو ان چاروں صورتوں میں ایجاب و قبول دونوں نہیں کر سکتا اگر کیا تو نکاح نہ ہوا۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج4، ص213)

☆فضولی (جو بغیر اجازت نکاح کر دے) نے ایجاب کیا اور قبول کرنے والا کوئی دوسرا ہے، جس نے قبول کیا خواہ وہ اصیل ہو یا وکیل یا ولی یا فضولی تو یہ عقد اجازت پر موقوف رہا، جس کی طرف سے فضولی نے ایجاب یا قبول کیا اس نے جائز کر دیا، جائز ہو گیا اور رد کر دیا، باطل ہو گیا۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح، ج1، ص299)

☆فضولی نے جو نکاح کیا اُس کی اجازت قول و فعل دونوں سے ہو سکتی ہے، مثلاً کہا تم نے اچھا کیا یا کہا کہ اللہ عزوجل ہمارے لیے مبارک کرے یا تو نے ٹھیک کیا اور اگر اُس کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اجازت کے الفاظ مذاق کے طور پر کہے تو اجازت نہیں۔ اجازتِ فعلی مثلاً مہر بھیج دینا، اُس کے ساتھ خلوت کرنا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح، ج1، ص299)

مہر کا بیان

☆مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (دو تولے تقریباً ساڑھے سات ماشے چاندی یا اس کی قیمت) ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع، ج1، ص303)

☆نکاح میں دس درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا، تو دس درہم واجب ہوں گے اور زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا وہی واجب ہو گا۔
(درمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ج4، ص222)

☆وطی یا خلوت صحیحہ (تنہائی) یا دونوں میں سے کسی کی موت ہو ان سب سے مہر مؤکد (لازم) ہو جاتا ہے کہ جو مہر ہے اب اس میں کمی نہیں ہو سکتی اور اگر مہر مؤکد نہ ہوا تھا اور شوہر نے طلاق دے دی تو نصف واجب ہو گا اور اگر طلاق سے پہلے پورا مہر ادا کر چکا تھا تو نصف تو عورت کا ہوا ہی اور نصف شوہر کو واپس ملے گا۔ (درمختار ورد المحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ج4، ص227)

☆خلوتِ صحیحہ یہ ہے کہ زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع (صحبت سے روکنے والی چیز) نہ ہو، یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج4، ص240)

☆خلوت سے موانع (منع کرنے والے) تین ہیں: (1) حسّی (2) شرعی (3) طبعی۔

مانع حسّی جیسے مرض کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہو گی اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیمار ہو کہ وطی سے ضرر (نقصان) کا اندیشہ صحیح ہو اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوتِ صحیحہ ہو جائے گی۔

مانع طبعی جیسے وہاں کسی تیسرے کا ہونا، اگرچہ وہ سوتا ہو یا نابینا ہو، یا اس کی دوسری بیوی ہو، ہاں اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی کے سامنے بیان نہ کر سکے گا تو اس کا ہونا مانع نہیں یعنی خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔ مجنون و معتوہ (دیوانہ) بچہ کے حکم میں ہیں اگر عقل کچھ رکھتے ہیں تو خلوت نہ ہو گی ورنہ ہو جائے گی اور اگر وہ شخص بے ہوشی میں ہے تو خلوت ہو جائے گی۔ اگر وہاں عورت کا کُتّا ہے تو خلوتِ صحیحہ نہ ہو گی اور اگر مرد کا ہے اور کٹکھنا (کاٹنے والا) ہے جب بھی نہ ہو گی ورنہ ہو جائے گی۔

مانع شرعی مثلاً عورت حیض یا نفاس میں ہے یا دونوں میں کوئی مُحرِم (حالتِ احرام میں) ہو، احرام فرض کا ہو یا نفل کا، حج کا ہو یا عمرہ کا، یا ان میں کسی کا رمضان کا روزہ ادا ہو یا نمازِ فرض میں ہو، ان سب صورتوں میں خلوتِ صحیحہ نہ ہو گی اور اگر نفل یا نذر یا کفارہ یا قضا کا روزہ ہو یا نفلی نماز ہو تو یہ چیزیں خلوتِ صحیحہ سے مانع نہیں اور اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوئے مگر کوئی مانع شرعی یا طبعی یا حسّی پایا جاتا ہے تو خلوت فاسدہ ہے۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، الفصل الثانی، ج1، ص304,305)

☆جو چیز مال متقوم (جو مال بننے کے قابل) نہیں وہ مَہر نہیں ہو سکتی اور مہر مثل واجب ہو گا، مثلاً مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر تک خدمت کرے گا یا یہ کہ اسے قرآن مجید یا علمِ دین پڑھا دے گا یا حج و عمرہ کرا دے گا یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہوا اور مہر میں خون یا شراب یا خنزیر کا ذکر آیا یا یہ کہ شوہر اپنی پہلی بی بی کو طلاق دے دے تو ان سب صورتوں میں مہرِ مثل واجب ہو گا۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المہر، ج1، ص302,303)

☆نکاح شغار یہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک

کا مہر دوسرا نکاح ہے تو ایسا کرنا گناہ و منع ہے اور مہرِ مثل واجب ہو گا۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج4، ص228)

☆نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوتِ صحیحہ ہو گئی یا دونوں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے بشرطیکہ بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شدہ ہے۔ یوہیں اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا وہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے مؤکد ہوتا ہے، مؤکد ہو جائے گا اور مؤکد نہ ہوا بلکہ خلوتِ صحیحہ سے پہلے طلاق ہو گئی، تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتہ، پاجامہ، دوپٹا جس کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو اور زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص17)

☆مہر مقرر ہو چکا تھا، بعد میں شوہر یا اس کے ولی نے کچھ مقدار بڑھا دی، تو یہ مقدار بھی شوہر پر واجب ہو گئی بشرطیکہ اسی مجلس میں عورت نے یا نابالغہ ہو تو اس کے ولی نے قبول کر لی ہو اور زیادتی کی مقدار معلوم ہو اور اگر زیادتی کی مقدار معین نہ کی ہو تو کچھ نہیں، مثلاً کہا میں نے تیرے مہر میں زیادتی کر دی اور یہ نہ بتایا کہ کتنی، جب معین بڑھا دیا تو اس کے صحیح ہونے کے لیے گواہوں کی بھی حاجت نہیں۔ ہاں اگر شوہر انکار کر دے تو ثبوت کے لیے گواہ درکار ہوں گے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ج4، ص237)

☆پہلے خفیہ نکاح ہوا اور ایک ہزار کا مہر باندھا پھر اعلانیہ ایک ہزار پر نکاح ہوا تو دو ہزار واجب ہو گئے اور اگر محض احتیاطاً تجدید نکاح کی تو دوبارہ نکاح کا مہر واجب نہ ہوا۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، باب فی ذکر مسائل المہر، ج1، ص175)

☆عورت کل مہر یا جز معاف کرے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب المہر، ج4، ص239)

اور اگر وہ عورت نابالغہ ہے اور اس کا باپ معاف کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا اور بالغہ ہے تو اس کی اجازت پر معافی موقوف ہے۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح، باب المہر، ج4، ص239)

☆**مَہرِ مثل کا مطلب:** عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو، وہ اس کے لیے مہرِ مثل ہے، مثلاً اس کی بہن، پھوپی، چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل نہیں جبکہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو، مثلاً اس کے باپ کی چچازاد بہن ہے تو اس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہے اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہے وہ کن امور میں اس جیسی ہو ان کی تفصیل یہ ہے:

(1) عمر، (2) جمال، (3) مال میں مشابہ ہو، (4) دونوں ایک شہر میں ہوں، (5) ایک زمانہ ہو، (6) عقل (7) تمیز (8) دیانت (9) پارسائی (10) علم و (11) ادب میں یکساں ہوں، دونوں (12) کنواری ہوں یا دونوں ثیب، (13) اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے، مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقد کے وقت ان

امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے، بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی، دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہو گئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں۔
(درمختار، کتاب النکاح، باب المھر، ج4 ص255 تا257)

☆ اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو، جس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہو سکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو، اُس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہو گا۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المھر، ج1، ص306)

☆ نکاح فاسد میں جب تک وطی نہ ہو مہر لازم نہیں یعنی خلوتِ صحیحہ کافی نہیں اور وطی ہو گئی تو مہرِ مثل واجب ہے، جو مہر مقرر سے زائد نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہے تو جو مقرر ہوا وہی دیں گے اور نکاحِ فاسد کا حکم یہ ہے کہ اُن میں ہر ایک پر فسخ کر دینا واجب ہے۔ اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے فسخ کرے اور اگر خود فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ تفریق کر دے اور تفریق ہو گئی یا شوہر مر گیا تو عورت پر عدّت واجب ہے جبکہ وطی ہو چکی ہو مگر موت میں بھی عدّت وہی تین حیض ہے، چار مہینے دس دن نہیں۔
(درمختار، کتاب النکاح، باب المھر، ج4 ص266 تا268)

☆ مدت کے اعتبار سے مہر کی اقسام: اس اعتبار سے مہر کی تین اقسام ہیں:

(1) مُعَجَّل کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے۔

(2) مُؤَجَّل جس کے لیے کوئی میعاد مقرر ہو۔

(3) مُطْلَق جس میں نہ وہ ہو، نہ یہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ معجل ہو، کچھ مؤجل یا مطلق یا کچھ مؤجل ہو، کچھ مطلق یا کچھ معجل اور کچھ مؤجل اور کچھ مطلق۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب السابع فی المھر، ج1، ص317,318)

☆ مہرِ معجل وصول کرنے کے لیے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ وطی و مقدمات وطی (بوسہ وغیرہ) سے باز رکھے، خواہ کل معجل ہو یا بعض اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے، اگرچہ اس کے پیشتر عورت کی رضامندی سے وطی و خلوت ہو چکی ہو یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے، جب تک وصول نہ کر لے۔ یوہیں اگر شوہر سفر میں لے جانا چاہتا ہے تو مہرِ معجل وصول کرنے کے لیے جانے سے انکار کر سکتی ہے۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب المھر، ج4، ص283)

باری مقرر کرنے کا بیان

☆ جس کی دو یا تین یا چار عورتیں ہوں اس پر عدل فرض ہے، یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں، اُن میں سب عورتوں کا یکساں لحاظ کرے یعنی ہر ایک کو اس کا پورا حق ادا کرے۔ لباس اور نان نفقہ اور رہنے سہنے میں سب کے حقوق پورے ادا کرے اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور و معذور

ہے، مثلاً ایک کی زیادہ محبت ہے، دوسری کی کم۔ یوہیں جماع (صحبت) سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں۔ (درمختار، باب القسم، ج4، ص375)

☆ نئی اور پرانی، کنواری اور ثیب (غیر کنواری)، تندرست اور بیمار، حاملہ اور غیر حاملہ اور وہ نابالغہ جو قابلِ وطی ہو، حیض و نفاس والی اور جس سے ایلا (بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی ہو) یا ظہار (بیوی کو ماں کی مثل) کیا ہو اور جس کو طلاق رجعی دی اور رجعت کا ارادہ ہو اور احرام والی اور وہ مجنونہ جس سے ایذا کا خوف نہ ہو، مسلمہ اور کتابیہ سب برابر ہیں، سب کی باریاں برابر ہوں گی۔ یوہیں مرد عنین (نامرد) ہو یا خصّی (جس کے خصیے نکال دیئے گئے ہوں)، مریض ہو یا تندرست، بالغ ہو یا نابالغ قابلِ وطی ان سب کا ایک حکم ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج1، ص340)

☆ ایک زوجہ کنیز ہے دوسری حرّہ تو آزاد کے لیے دو دن اور دو راتیں اور کنیز کے لیے ایک دن رات۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج1، ص340)

☆ باری میں رات کا اعتبار ہے لہٰذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلا ضرورت نہیں جاسکتا۔ دن میں کسی حاجت کے لیے جاسکتا ہے اور دوسری بیمار ہے تو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جاسکتا ہے اور مرض شدید ہے تو اس کے یہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بہلے اور تیمارداری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع نہیں کر سکتا۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص32)

☆ رات میں کام کرتا ہے مثلاً پہرہ دینے پر نوکر ہے تو باریاں دن کی مقرر کرے۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج4، ص375)

☆ ایک عورت کے یہاں آفتاب کے غروب کے بعد آیا، دوسری کے یہاں بعد عشا تو باری کے خلاف ہوا۔ یعنی رات کا حصہ دونوں کے پاس برابر صرف کرنا چاہیے۔ رہا دن اس میں برابری ضروری نہیں ایک کے پاس دن کا زیادہ حصہ گزرا، دوسری کے پاس کم تو اس میں حرج نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح، باب القسم، ج4، ص383)

☆ شوہر بیمار ہوا اور عورتوں کے مکانات سکونت کے علاوہ بھی اس کا کوئی مکان ہے۔ اور اسی گھر میں ہے تو ہر ایک کو اس کی باری پر اس مکان میں بلائے اور اگر ان میں سے کسی کے مکان میں ہے تو دوسری کی باری میں اس کے مکان پر چلا جائے۔ اور اگر اتنی طاقت نہیں کہ دوسری کے یہاں جائے تو صحت کے بعد دوسری کے یہاں اتنے ہی دن ٹھہرے جتنے دن بیماری میں اس کے یہاں تھا۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج4، ص383)

☆ یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کر سکتا ہے اور یہ بھی شوہر ہی کو اختیار ہے کہ شروع کس کے پاس سے کرے ایک ہفتہ سے زیادہ نہ رہے۔ اور اگر ایک کے پاس جو مقرر کیا ہے اس سے زیادہ رہا تو دوسری کے پاس بھی اتنے ہی دنوں رہے۔ (درمختار و ردالمحتار، کتاب النکاح، باب القسم، ج4، ص383)

☆ جب سب عورتوں کی باریاں پوری ہو گئیں تو کچھ دنوں ان میں کسی کے پاس نہ رہنے کا شوہر کو اختیار ہے یعنی یہ ضرور نہیں کہ ہمیشہ کسی نہ کسی

کے یہاں رہے۔ (ردالمحتا، کتاب النکاح، باب القسم، ج4، ص385)

☆سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے لے جائے اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا۔ اُتنے ہی اُتنے دنوں ان باقیوں کے پاس رہے بلکہ اب سے باری مقرر ہو گی۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص33)

سفر سے مراد شرعی سفر ہے یعنی جو نماز کے قصر ہونے میں مراد ہے۔ عرف میں پردیس میں رہنے کو بھی سفر کہتے ہیں یہ مراد نہیں۔

☆عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سَوتن کو ہبہ کر دے اور ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتی ہے۔
(جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح، الجزء الثانی، ص33)

☆ایک مکان میں دو یا چند عورتوں کو اکٹھا نہ کرے اور اگر عورتیں ایک مکان میں رہنے پر خود راضی ہوں تو رہ سکتی ہیں مگر ایک کے سامنے دوسری سے وطی نہ کرے اگر ایسے موقع پر عورت نے انکار کر دیا، تو نافرمان نہیں قرار دی جائے گی۔
(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج1، ص341)

حقوق الزّوجین

☆آج کل عام شکایت ہے کہ میاں بیوی میں نااتفاقی ہے، مرد کو عورت کی شکایت ہے تو عورت کو مرد کی، ہر ایک دوسرے کے لیے بلائے جان ہے اور جب اتفاق نہ ہو تو زندگی تلخ اور نتائج نہایت خراب۔ آپس کی نااتفاقی علاوہ دنیا کی خرابی کے دِین بھی برباد کرنے والی ہوتی ہے اور اس نااتفاقی کا اثرِ بد اِنھیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اولاد پر بھی اثر پڑتا ہے اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے نہ ماں کی عزت۔

اس نااتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین (دونوں طرف سے) میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے، مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر کے رکھے اور عورت چاہتی ہے کہ مرد میرا غلام رہے جو میں چاہوں وہ ہو، چاہے کچھ ہو جائے مگر بات میں فرق نہ آئے جب ایسے خیالاتِ فاسدہ طرفین میں پیدا ہوں گے تو کیونکر نبھ سکے۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق و عادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ {اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ} (مرد عورتوں پر حاکم ہیں) جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے۔

اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ: {وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ} (ان سے اچھا برتاؤ کرو۔) جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔
(بہارِ شریعت، حصہ7، ص99,100)

☆ہم بعض حدیثیں ذکر کریں جن سے ہر ایک کے حقوق کی معرفت حاصل ہو مگر مرد کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے ذمہ عورت کے کیا حقوق

ہیں انھیں ادا کرے اور عورت شوہر کے حقوق دیکھے اور پورے کرے، یہ نہ ہو کہ ہر ایک اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حقوق سے سروکار نہ رکھے اور یہی فساد کی جڑ ہے اور یہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایک دوسرے کی بیجا باتوں کو برداشت کرے اور اگر کسی موقع پر دوسری طرف سے زیادتی ہو تو آمادہ بفساد (فساد پر رضامند) نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سُلجھی ہوئی بات اُلجھ جاتی ہے۔

(1) امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔ (المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب اعظم الناس حقا الخ، ج5، ص244)

(2) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (المستدرک للحاکم، کتاب البر والصلۃ، باب حق الزوجۃ، ج5، ص240)

(3) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لیے سجدہ کرے تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے! عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کُل حق ادا نہ کرے۔
(سنن ابن ماجہ، باب حق الزوج علی المرأۃ، ج1، ص595، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

(4) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اگر آدمی کا آدمی کے لیے سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذمہ بہت بڑا حق ہے، قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو بہتا ہو پھر عورت اسے چاٹے تو حقِ شوہر ادا نہ کیا۔
(مسند احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج20، ص65)

(5) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: شوہر نے عورت کو (صحبت کے لیے) بلایا اس نے انکار کر دیا اور غصہ میں اس نے رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔
(صحیح البخاری، اذا قال احدکم الخ، ج4، ص116 ★ صحیح مسلم، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، ج2، ص1060)

(6) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کو دنیا میں ایذا دیتی ہے تو حور عین (بڑی آنکھوں والی حوریں جنت سے) کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے، اِسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔ (جامع الترمذی، ج3، ص468)

(7) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا: جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک

کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہو گا، پھر اس کا شوہر باایمان نیک خو ہے تو جنت میں وہ اس کی بی بی ہے، ورنہ شہدا میں سے کوئی اس کا شوہر ہو گا۔ (المعجم الکبیر، ج24، ص16)

(8)حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بغیر اجازت اس کا کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔
(کنز العمال، کتاب النکاح، ج16، ص144)

(9)حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اسکی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں آنے نہ دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔ (المعجم الکبیر، باب التاء، ج2، ص52)

(10)حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: اے عورتو! خدا سے ڈرو اور شوہر کی رضامندی کی تلاش میں رہو، اس لیے کہ عورت کو اگر معلوم ہو تا کہ شوہر کا کیا حق ہے تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا یہ کھڑی رہتی۔ (کنز العمال، کتاب النکاح، ج16، ص145)

(11)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفّت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔
(حلیۃ الاولیا، ج6، ص336)

(12)ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہو گی۔ (جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ، ج2، ص386)

(13)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی: (۱) بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ نہ آئے اور اپنے کو ان کے قابو میں نہ دے دے۔ اور (۲) وہ عورت جس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور (۳) نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔ (شعب الایمان، باب فی حقوق الاولاد والاہلین، ج6، ص417)

یہ چند حدیثیں حقوقِ شوہر کی ذکر کی گئیں عورتوں پر لازم ہے کہ حقوقِ شوہر کا تحفظ کریں اور شوہر کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا

وبال اپنے سر نہ لیں کہ اس میں دنیا و آخرت دونوں کی بربادی ہے نہ دنیا میں چین نہ آخرت میں راحت۔

اب بعض وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے، مردوں پر ضرور ہے کہ ان کا لحاظ کریں اور ان ارشاداتِ عالیہ کی پابندی کریں۔

(14)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، ج3، ص457)

(15)اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی، وہ تیرے لیے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔ (صحیح مسلم، باب الوصیۃ بالنساء، ص775)

(16)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مرد عورت مومنہ کو مبغوض (ناپسند) نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ص775)

یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی جب کہ اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہیے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔

(17)حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔
(سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، ج2، ص478)

(18)حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت (صحبت) کریگا۔
(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء، ج3، ص465)

(19)دوسری روایت میں ہے، عورت کو غلام کی طرح مارنے کا قصد کرتا ہے (یعنی ایسا نہ کرے) کہ شاید دوسرے وقت اسے اپنا ہم خواب (صحبت) کرے۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، ج3، ص378)

یعنی زوجیت کے تعلقات اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک کو دوسرے کی حاجت اور باہم ایسے مراسم کہ ان کو چھوڑنا دشوار لہٰذا جو ان باتوں کا خیال کرے گا مارنے کا ہرگز قصد نہ کرے گا۔

☆ایک مرتبہ جماع قضاءً واجب ہے اور دیانۃً یہ حکم ہے کہ گاہے گاہے (کبھی کبھی) کرتا رہے اور اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اُٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو ضرر پہنچے اور یہ اس کے جُثّہ (جسامت) اور قوت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ (درمختار، کتاب النکاح، باب القسم، ج4، ص376)

فتاوی رضویہ میں ہے:

"گاہ گاہ اس سے جماع کرنا بھی واجب جس میں اسے پریشان نظری نہ پیدا ہو، اور اسے معلقہ (لٹکا دینا) کر دینا حرام، اور بے اس کے اذن ورضا کے چار مہینے تک ترکِ جماع بلاعذر صحیح شرعی ناجائز، اور بعد نکاح ایک بار جماع تو بالاجماع بالاتفاق حقِ زن (بیوی کا حق) ہے کہ اسے بھی ادا نہ کرسکے تو عورت کے دعوی پر قاضی مرد کو سال بھر کی مہلت دے گا اگر اس میں بھی جماع نہ ہو تو بطلبِ زن (یعنی عورت کے مطالبے پر) تفریق کر دے گا۔" (فتاوی رضویہ، جلد13، صفحہ446، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

☆ایک ہی بیوی ہے مگر مرد اس کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز روزہ میں مشغول رہتا ہے، تو عورت شوہر سے مطالبہ کر سکتی ہے اور اسے حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے، کہ حدیث میں فرمایا: ﴿وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّ﴾ ترجمہ: تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لزوجک علیک حق، ج3، ص463)

روز مرّہ شب بیداری اور روزے رکھنے میں اس کا حق تلف ہوتا ہے، رہا یہ کہ اس کے پاس رہنے کی کیا میعاد ہے اس کے متعلق ایک روایت یہ ہے، کہ چار دن میں ایک دن اس کے لیے اور تین دن عبادت کے لیے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اسے حکم دیا جائے کہ عورت کا بھی لحاظ رکھے، اس کے لیے بھی کچھ وقت دے اور اس کی مقدار شوہر کے متعلق ہے۔ (فتاوی خانیہ، کتاب النکاح، فصل فی القسم، ج1، ص201)

☆عورت کو جنابت و حیض و نفاس کے بعد نہانے پر مجبور کر سکتا ہے مگر عورت کتابیہ ہو تو جبر نہیں۔ خوشبو استعمال کرنے اور موئے زیرِ ناف صاف کرنے پر بھی مجبور کر سکتا ہے اور جس چیز کی بُو سے اسے نفرت ہے مثلاً کچا لہسن، کچی پیاز، مولی وغیرہ کھانے، تمباکو کھانے حقّہ پینے کو منع کر سکتا ہے بلکہ ہر مباح چیز جس سے شوہر منع کرے عورت کو اس کا ماننا واجب۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، باب القسم، ج4، ص385)

☆شوہر بناؤ سنگار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بُلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں شوہر کو مارنے کا بھی حق ہے اور نماز نہیں پڑھتی تو طلاق دینی جائز ہے اگرچہ مہر ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج1، ص341)

☆عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو، تو اگر شوہر عالم ہو تو اس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے کہے وہ پوچھ آئے اور ان صورتوں میں اسے خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جا سکتی ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشر فی القسم، ج1، ص341)

☆عورت کا باپ اپاہج ہو اور اس کا کوئی نگران نہیں تو عورت اس کی خدمت کے لیے جاسکتی ہے اگرچہ شوہر منع کرتا ہو۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب النکاح، الباب الحادی عشرفی القسم، ج1، ص341,342)

شادی کے رسوم

☆شادیوں میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں، ہر ملک میں نئی رسوم ہر قوم وخاندان کے رواج اور طریقے جداگانہ ہیں۔ رسوم کی بناعرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُسے حرام وناجائز نہیں کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کرسکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہ ہو۔

☆بعض لوگ اِس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں، مثلاً لڑکی جوان ہے اور رسوم ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ ہوگا کہ رسوم چھوڑ دیں اور نکاح کردیں کہ سبکدوش (بری الذمہ) ہوں اور فتنہ کا دروازہ بند ہو۔ اب رسوم کے پورا کرنے کو بھیک مانگنے طرح طرح کی فکریں کرتے، اس خیال میں کہ کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسوں گزار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ بعض لوگ قرض لے کر رسوم کو انجام دیتے ہیں، یہ ظاہر کہ مفلس کو قرض دے کون پھر جب یوں قرض نہ ملا تو بنیوں (ہندو تاجروں) کے پاس گئے اور سودی قرض کی نوبت آئی سود لینا جس طرح حرام اسی طرح دینا بھی حرام حدیث میں دونوں پر لعنت آئی اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی لعنت کے مستحق ہوتے اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے۔ پھر اگر باپ دادا کی کمائی ہوئی کچھ جائیداد ہے تو اُسے سودی قرض میں مکفول (گروی) کیا ورنہ رہنے کا جھونپڑا ہی گروی رکھا تھوڑے دنوں میں سود کا سیلاب سب کو بہالے گیا۔ جائیداد نیلام ہوگئی مکان بنیے کے قبضہ میں گیا دربدر مارے مارے پھرتے ہیں نہ کھانے کا ٹھکانہ، نہ رہنے کی جگہ، اس کی مثالیں ہر جگہ بکثرت ملیں گی کہ ایسے ہی غیر ضروری مصارف کی وجہ سے مسلمانوں کی بیشتر جائدادیں سود کی نذر ہوگئیں، پھر قرضخواہ کے تقاضے اور اُسکے تشدد آمیز لہجہ سے رہی سہی عزت پر بھی پانی پڑ جاتا ہے۔ یہ ساری تباہی بربادی آنکھوں دیکھ رہے ہیں مگر اب بھی عبرت نہیں ہوتی اور مسلمان اپنی فضول خرچیوں سے باز نہیں آتے۔ یہی نہیں کہ اسی پر بس ہو اس کی خرابیاں اسی زندگی دنیا ہی تک محدود ہوں بلکہ آخرت کا وبال الگ ہے۔ بموجب حدیث صحیح لعنت کا استحقاق والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(بہار شریعت، حصہ 7، ص104,105)

☆کچھ رسوم کا بیان درج ذیل ہے:

(1) اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا مزید براں عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق وہجر ووصال کے اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چِلّا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہوجاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی

نہیں کتنی ہی دُور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں نیز ایسے گانے میں جوان جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور اخلاق و عادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔

(2) نیز اسی ضمن میں رت جگا بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں، صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں۔ یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت، پھر اگر اس رسم کی ادا کے لیے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جمگھٹے (ہجوم) کی کیا حاجت، پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرأت کس قدر حماقت ہے، پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لیے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک چومک ہوتا ہے یہ سب ناجائز جب صبح ہوگئی چراغ کی کیا ضرورت اور اگر چراغ کی حاجت تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔

(3) دولھا، دلھن کو بٹنا لگانا (شادی بیاہ کی ایک رسم جس میں ایک خوشبودار مسالہ دولہا اور دلہن کے جسم کو صاف اور ملائم کرنے کے لیے مَلا جاتا ہے، ابٹن لگانا)، مائیوں بٹھانا، جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں (جبکہ پردے کی رعایت ہو)۔

(4) دولھا کو مہندی لگانا ناجائز ہے۔ یوہیں کنگنا باندھنا۔

(5) ڈال بَری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز۔ (مگر یہ یاد رہے کہ) دولھا کو ریشمی کپڑے پہنانا حرام۔ یوہیں مغرق جوتے (وہ جوتے جس پر مکمل سونے چاندی کا کام کیا ہوا ہو) بھی ناجائز۔

(6) خالص پھولوں کا سہرا جائز بلاوجہ ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔

(7) ناچ باجے آتش بازی حرام ہیں۔ کون اس کی حرمت سے واقف نہیں مگر بعض لوگ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی، بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ محرمات نہ ہوں تو اُسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے، دوسرے مال ضائع کرنا ہے، تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ۔ آتش بازی میں کبھی کپڑے جلتے کبھی کسی کے مکان یا چھپر میں آگ لگ جاتی ہے کوئی جل جاتا ہے۔

(8) ناچ میں جن فواحش و بدکاریوں اور مخرب اخلاق (اخلاق بگاڑنے والی) باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں، ایسی ہی مجلسوں سے اکثر نوجوان آوارہ ہو جاتے ہیں، دھن دولت برباد کر بیٹھتے ہیں، بازاریوں سے تعلق اور گھر والی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیسے بُرے بُرے

نتائج رونما ہوتے ہیں اور اگر ان بیہودہ کاریوں سے کوئی محفوظ رہاتو اتنا ضرور ہوتا ہے کہ حیاو غیرت اٹھا کر طاق پر رکھ دیتا ہے۔بعضوں کو یہاں تک سنا گیا ہے کہ خود بھی دیکھتے ہیں اور ساتھ ساتھ جوان بیٹوں کو دکھاتے ہیں۔ایسی بد تہذیبی کے مجمع میں باپ بیٹے کا ساتھ ہونا کہاں تک حیاو غیرت کا پتا دیتا ہے۔

شادی میں ناچ باجے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ نسبت کے وقت طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہوگا ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔ لڑکی والا یہ نہیں خیال کرتا کہ بیجا صرف نہ ہو تو اُسی کی اولاد کے کام آئے گا۔ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو اب اُس کے بیٹھنے کا بھی ٹھکانا نہ رہا۔ایک مکان تھا وہ بھی سود میں گیا اب تکلیف ہوئی تو میاں بی بی میں لڑائی ٹھنی اور اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہو گئی،یہ شادی ہوئی یا اعلانِ جنگ۔ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بے شک خوشی کرو مگر حد سے گزرنا اور حدودِ شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں۔

(9)ولیمہ سنت ہے بنیت اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیمہ کرو خویش و اقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ۔

بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے،اللہ (عزوجل)ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)کی مخالفت سے بچے اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔"وَھُوَحَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَاللہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَان" (بہار شریعت،حصہ7،ص105,106،کراچی)